مطبوعات

حمد و مناجات | مرتبین: ضیاء محمد ضیاء و طاہر شادانی۔ ناشر: علمی کتب خانہ، کبیر سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ۳۵۰ صفحات کی کتاب، خوبصورت، رنگین، دبیز سرورق کے ساتھ۔ قیمت: ۲۴/- روپے۔

نو عمری میں ایک کتاب معارفِ ملت میرے مطالعہ میں رہی جس میں حمدیہ مناجاتی، نعتیہ، ملی اور قومی نظمیں جمع تھیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے کئی حصے ہیں اور شاید دیکھے بھی۔

سچے عقیدے اور جذبات جو کسی معاشرے میں پائے جاتے ہوں، کوئی چاہے نہ چاہے، وہ شعر و ادب میں اپنا راستہ بنا لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے بہت سے عنوانات اور احساسِ مسرت و درد کے ایسے نئے پہلو ہیں جو مسلمان معاشرے نے برصغیر کی بولیوں کو دیئے۔ خاص طور سے اُردو نے ان نئے اثرات کو اپنایا اور پروان چڑھایا بلکہ کہنا چاہیے کہ مقامی مشترک بھاشا اسی صورت میں ترقی کی راہ پر بڑھی جب کہ اس نے نئے خیالات و احساسات کو جذب کیا۔ یہاں تک کہ اُردو زبان نکھرتی گئی۔

عربی، فارسی کے بعد برصغیر کی بولیوں خصوصاً اُردو کو مسلمانوں کا دیا ہوا ایک بڑا موضوع حمد و مناجات کا ہے جس کی امتیازی شان توحید ہے۔ اور توحید کے ساتھ صفاتِ الٰہیہ کے وہ تصورات جن کی تعلیم قرآن اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ بلکہ ایک تیسری چیز اور بھی شامل ہے۔ خدا اور بندے کے تعلق کی نوعیت اور اس سے پیدا ہونے والے مخصوص جذبات و احساسات یہ بھی ہمارے حمدیہ اور مناجاتی شعر و ادب میں پائے جاتے ہیں۔

اُردو شعر و ادب میں شروع سے جو اسلامی عنصر داخل ہوا ہے وہ چاہے پوری طرح

دُنیا سے نگارش پر تسلط یافتہ نہ ہو، لیکن دوسری طرف انفرادیت پسندی، دُنیا پرستی، تعیش پسندی، اخلاقی بغاوت، جنسی ہیجانات اور بہ حیثیت مجموعی مادہ پرستانہ رجحانات جو آہستہ آہستہ اُبھرتے آرہے تھے اُن کو ایک تو ساتھ ساتھ اسلامی عنصر نے حد سے تجاوز کرنے سے روکے رکھا، دوسری طرف جب مذہب دشمنی اور خدا سے بغاوت اور جنسی جنون محض استثنائی انفرادی عدم توازن کی مثالیں نہ رہ گئیں، بلکہ ایک ترقی پسند انقلابی تحریک نے ان ساری بلاؤں کو جانِ اَدب بنانے کا فیصلہ کرلیا تو اُردو ادب کا اسلامی عنصر ہی آڑے آیا۔ اور وہ تحریک بکھر گئی۔

اس پس منظر کو ملحوظ رکھ کر ہم اس مجموعۂ حمد و مناجات کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔

یہ مجموعہ اوّلاً اس لحاظ سے قابلِ قدر ہے کہ اس کے ہر دو مرتبین تعلیم و تدریس سے تعلق رکھنے والے اور بجائے خود شعر گوئی میں مقام رکھتے ہیں۔ نیز اہلِ مطالعہ کی اس پُرانی صف کے باقیات میں سے ہیں، جو بہت پڑھتے تھے اور جو کچھ پڑھتے تھے اُسے لفظ بہ لفظ ہی نہیں، نقطہ بہ نقطہ اور خط بہ خط سمجھتے تھے۔ غنیمت ہے کہ آج یہ احباب ہمارے درمیان ہیں۔

جبکہ "اچھے مطالعہ" کا عہد ختم ہو رہا ہے۔ اوّل تو نئی نسلیں پڑھنے سے بے تعلق ہیں، پڑھ کر کوئی سُنائے تو یہ نہیں جانتیں کہ کیا پڑھا گیا ہے! آج کے نوجوانوں کے پاس گھر میں ٹیلی وژن، سڑکوں اور بس سٹینڈوں پہ نظر بازی اور کھیل کے میدانوں میں ہاکی اور کرکٹ کے مشاغل اتنے زیادہ ہیں کہ "لفظ" کا وجود اس زمانے کی بے اعتنائیوں سے نالہ کناں ہے۔

معمول کے خلاف اتنی زیادہ عبارت لکھ دی، مگر اصل باتیں رہی جاتی ہیں۔ مرتبین کا ذوقِ نظر پَر لگا لگا کر ہر اُس گوشے تک اُڑا جہاں اُن کے موضوع کا کوئی کوئی چمکتا ذرّہ ان کو دکھائی دیا۔ زمانے کے لحاظ سے قدیم و جدید سب کو انھوں نے جمع کر دیا۔ اصناف کے لحاظ سے غزل، مخمس، مسدس، مستزاد، تضمین، ترجیع بند، رباعی، چوبیتی وغیرہ کتنے ہی سانچوں میں ڈھلا ہُوا مضمونِ واحد سامنے آیا۔ پھر شعرا کی فہرست بنائیں تو ہر عمر، ہر علاقے، ہر نسل اور ہر پیشے کے اصحاب اس محفل میں جمع ہیں۔ جو زندہ ہیں وہ زندہ ہیں، جو فوت ہوگئے وہ بھی یہاں زندہ ہیں۔

کڑے انتخاب اور جائزہ کلام کے لحاظ سے مرتبین کا علم، مطالعہ اور ذوق پکی سند ہیں۔

یہ کتاب میرے پاس ریویو کے لیے نہیں آئی تھی مگر اس سے متاثر ہو کر میں نے یہ سطور لکھ دی ہیں۔